قرطاس ابیض کے الزامات کا جواب

خودکاشتہ پودا کی حقیقت

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم فروری ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل قرآنی آیات تلاوت کیں:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (الفرقان:۵-۷)

پھر فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے ایک پرانے وعدہ کے مطابق حکومت پاکستان کی طرف سے شائع کردہ مزعومہ White Paper کے متعلق ذکر کروں گا اور اس کا ایک ایک اعتراض لے کر جواب دوں گا۔

گزشتہ خطبہ جمعہ سے پہلے جو میں نے تلاوت کی تھی اس میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں وہ کوئی ایک بھی نئی بات نکال کر نہیں لا سکتے بلکہ سب کچھ اپنے سے پہلوں کی نقل کرتے ہیں۔ آنحضور ﷺ سے پہلے کے انبیاءؑ پر جو اعتراض ہوئے وہی

اس زمانہ کے لوگ آپؐ پر کرتے ہیں۔ اور یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر زمانہ کے نبی پر جو اعتراض ہوتے ہیں وہ دراصل پرانے اعتراضات ہی ہوتے ہیں جن کو ہر بار دہرایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے نبی پر اعتراضات کی تفصیل تو معلوم نہیں مگر بہرحال وہ اعتراض تو پہلی دفعہ ہی ہوئے ہوں گے لیکن بعدازاں یہ دستور ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے اور اسی کی طرف قرآن کریم اشارہ فرماتا ہے۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں ایک ایسے ہی اعتراض کا معین ذکر فرمایا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا انکار کرنے والے کیا اعتراض کرتے ہیں فرمایا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ

کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے محض ایک جھوٹ بنا لیا ہے اور اس معاملہ میں اس کے پیچھے کوئی دوسری قوم ہے جو اس کی مدد کر رہی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی مدد کا جس قوم کے بارے میں الزام لگایا گیا اس سے متعلق ایک اور جگہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اسے عجمی کہتے تھے۔ چنانچہ جواب میں فرمایا کہ اگر کوئی عجمی اس کی مدد کرتا ہے اور اس کو لکھ کر دیتا ہے اور ایک عجمی کی مدد سے آپؐ دعویٰ نبوت کر بیٹھے ہیں تو آپؐ کے کلام میں کوئی عجمیت تو نظر نہیں آتی پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ مدد گار تو عجمی ہو لیکن اس کا طرز کلام عجمی سے بالکل مختلف ہو۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو اعتراضات ہوئے وہ بھی بعینہٖ قرآن کریم کی ان آیات کی روشنی میں پرانے اعتراضات ہی ہیں جو دہرائے جا رہے ہیں اور ایک بھی نئی بات ایسی نہیں جو گزشتہ انبیاء کے متعلق نہ کہی گئی ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہی گئی ہو اور بسا اوقات جو اعتراضات حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر کئے جاتے تھے وہی آپ کے عاشق صادق، محبت کرنے والے پاکیزہ غلام پر بھی دہرائے جا رہے ہیں۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے جو مزعومہ وائٹ پیپر شائع کیا ہے اس میں بھی بہت زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور انگریز کا بنایا ہوا نبی ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ:

”جدید محققین نے ثابت کر دیا ہے کہ احمدیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جو برطانوی سلطنت کے مفادات کے تحفظ کی خاطر لگایا گیا۔“

وہ ''جدید محققین'' کون سے ہیں ان کا کوئی ذکر نہیں، ان کی تحقیق کیا بتاتی ہے اس کا بھی کوئی ذکر نہیں بلکہ محض ایک فرضی الزام گھڑ کر پیش کر دیا گیا ہے لیکن طرز زبان ایسی اختیار کی گئی ہے جسے مغربی دنیا یا آج کل کے تعلیم یافتہ دوسرے لوگ عموماً قبول کر لیں کہ واقعی یہ ایک بڑی محققانہ زبان ہے کہ ''آج کے جدید محققین نے ثابت کر دیا ہے''۔

ایک تحقیق جو اس ضمن میں ان کی طرف سے شائع کی گئی تھی اس میں ایک ایسی کتاب کا نام لیا گیا جو ان کے بیان کے مطابق انگلستان کے کسی پریس سے شائع ہوئی: (The Arrival Of British Empire In India:Cited by Ajami Israil,p.19)

اس میں یہ اقرار کیا گیا تھا کہ انگریزوں نے اپنی پارلیمنٹ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہندوستان کو قابو کرنے کے لئے وہاں ایک جھوٹا نبی کھڑا کیا جائے اور اس کا نام ظلّی نبی رکھا جائے۔ گویا ''ظلّی نبی'' انگریزی محاورہ ہے اور انہوں نے کہا کہ اصل علاج تو یہ ہے کہ ہندوستان میں ایک ظلّی نبی پیدا کر دیا جائے اور پھر اس کے ذریعہ سارے مسلمانوں کو قابو کر لیا جائے چنانچہ جب میں نے (یہ بہت پرانی بات ہے میں اس زمانہ میں وقف جدید میں تھا) یہاں لنڈن کے امام صاحب کو لکھا کہ اگرچہ یہ واضح جھوٹی بات ہے لیکن پھر بھی آپ وہ کتاب دیکھیں کہ اس میں کوئی ایسی بات ہے بھی کہ نہیں یا ممکن ہے کہ کسی اور قسم کا ذکر ہوا ہو جسے توڑ مروڑ لیا گیا ہو تو امام صاحب نے جواب دیا کہ اس نام کی تو کوئی کتاب ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا پھر تحقیق کریں اور پریس والوں سے پوچھیں تو جواب یہ ملا کہ ہم نے بہت تحقیق کی ہے کتاب تو درکنار اس نام کا پریس ہی کوئی نہیں۔ پھر اس ضمن میں برٹش میوزیم اور بعض دوسرے اہم اداروں سے پتہ کیا گیا تو سب نے کورا جواب دیا کہ ایسی کوئی کتاب ہی نہیں ہے نہ اس نام کا کوئی پریس، نہ اس نام کی کوئی کتاب، نہ یہ ذکر کہیں، ہم آپ کو کیا حوالہ دیں۔ تو یہ ہیں حکومت پاکستان کے وہ ''جدید محققین'' جن کی یہ تحقیق ہے۔ اس کے لئے تو ''تحقیق'' کا لفظ استعمال کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ بہر حال حکومت پاکستان کی طرف سے اس کو جدید تحقیق کا نام دے کر بڑے فخر سے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور اس میں متفرق جگہ جو طعن و تشنیع سے کام لیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگریز کی حد سے زیادہ تعریف اور چاپلوسی کی ہے پس ایک تو یہ دلیل ہوئی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کی اور ایک دلیل یہ کہ ایک موقع پر

بانی جماعت احمدیہ نے خود تسلیم بھی کرلیا ہے جو کہ چھپی ہوئی تحریر موجود ہے کہ میں (یعنی جماعت احمدیہ کا بانی) اور جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں چنانچہ ان دونوں امور سے متعلق میں چند حقائق جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واقعی انگریز کی تعریف فرمائی اور متعدد بار فرمائی ہے لیکن ہر جگہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ میں اس لئے تعریف کرتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں خصوصاً پنجاب کے مسلمانوں کی حالت زار اس درجہ تک خراب ہو چکی تھی کہ ان کا کوئی بھی حق باقی نہیں رہا تھا اور سکھوں کی حکومت نے ایسے ایسے مظالم توڑے تھے کہ اس کی کوئی نظیر دوسری جگہ نظر نہیں آتی، اس جلتے اور دہکتے ہوئے تنور سے انگریزی حکومت نے آکر ہمیں نکالا اور ہمارے جملہ حقوق بحال کئے، یہ وجہ ہے کہ میں اس حکومت کی تعریف کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ نہ صرف یہ سنّت انبیاء ہے بلکہ عام انسانی شرافت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ احسان کو احسان کے ساتھ یاد کیا جائے۔ سکھوں کے دور میں مسلمان بہت ہی خطرناک حالت میں تھے یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان ہے لیکن ہندو جو مسلمانوں کے مقابل پر سکھوں کے ساتھ بہت زیادہ گہرے مراسم رکھتے ہیں ان کے محققین نے بھی بعینہٖ اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ آج کے اس خطبہ میں مَیں نے دو حوالے چنے ہیں جن میں سے ایک حوالہ غیر مسلم کا اور ایک غیر احمدی مسلمان کا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس زمانہ میں انگریزوں نے آکر مسلمانوں کو اس مصیبت سے نجات دی اس وقت مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ تلسی رام صاحب اپنی کتاب ''شیر پنجاب'' مطبوعہ ۱۸۷۲ء میں لکھتے ہیں۔

> ''ابتدا میں سکھوں کا طریق غارت گری اور لوٹ مار کا تھا جو ہاتھ آتا تھا لوٹ کر اپنی اپنی جماعت میں تقسیم کرلیا کرتے تھے مسلمانوں سے سکھوں کو بڑی دشمنی تھی۔ اذان یعنی بانگ بآواز بلند نہیں ہونے دیتے تھے۔ مسجدوں کو اپنے تحت میں لے کر ان میں گرنتھ پڑھنا شروع کرتے اور اس کا نام موت کڑا رکھتے تھے۔ اور شراب خور ہوتے۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ جہاں وہ پہنچتے تھے جو کوئی برتن مٹی استعمالی کسی مذہب والے کا پڑا ہوا ان کو ہاتھ آجاتا پانچ چھتّر مار کر

اس پر کھانا پکا لیتے تھے یعنی پانچ جوتے اس پر مارنا اس کو پاک ہونا سمجھتے تھے۔“

یہ وہ سکھ راج والے تھے جن کے چنگل سے انگریز نے آ کر مسلمانوں کو نجات دی ہے اور مختلف تاریخوں میں ان سے متعلق بڑے تفصیلی اور دردناک حالات ملتے ہیں۔ ”سوانح احمدی“ (مؤلفہ محمد جعفر تھانیسری) میں حضرت سید احمد صاحب بریلوی (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مجدد ہیں) کا ایک بیان شائع شدہ ہے آپ فرماتے ہیں:

”ہم اپنے اثناء راہ ملک پنجاب میں ایک کنویں پر پانی پینے کو گئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ چند سکھنیاں (سکھوں کی عورتیں) اس کنویں پر پانی بھر رہی ہیں۔ ہم لوگ دیسی زبان نہیں جانتے تھے ہم نے اپنے مونہوں پر ہاتھ رکھ کر ان کو بتلایا کہ ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلاؤ۔ تب اُن عورتوں نے ادھر ادھر دیکھ کر پشتو زبان میں ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیاں فلانے مُلک اور بستی کی رہنے والی ہیں یہ سکھ لوگ ہم کو زبردستی لائے“۔ (سوانح احمدی صفحہ ۲۴)

پس یہ تو حضرت سید احمد صاحب بریلوی کی سوانح حیات میں ذکر ہے۔ علاوہ ازیں انسائیکلو پیڈیا میں سکھوں کے مظالم سے متعلق جو تفصیلات دی گئی ہیں وہ بھی بہت ہی دردناک ہیں جن میں کثرت کے ساتھ مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مسجدوں کو برباد کرنا، ان میں گدھے باندھنا، مسلمانوں کا قتل عام اور اذان دینے پر قتل کر دینا۔ یہ ساری باتیں اس میں مذکور ہیں۔

پس یہ وہ زمانہ تھا جس میں مسلمانوں کو سکھوں کی طرف سے زندگی کے ہر حق سے محروم کیا گیا تھا۔ خیر! اذان دینے سے تو آج بھی محروم کیا جا رہا ہے یہ اب پرانی بات نہیں رہی۔ اس زمانہ میں بھی ایسے نئے لوگ پیدا ہو گئے ہیں کہ جنہیں اذان کی آواز تکلیف دیتی ہے۔ حال ہی میں ہندوستان کے ایک سکھ نے اخبار میں ایک خط شائع کروایا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ ہمیں بڑا لطف آیا کیونکہ مسلمان کسی زمانہ میں سکھوں کو چھیڑا کرتے تھے کہ تم ایسی جاہل قوم ہو کہ مسلمانوں کی اذان سے تم بھرشٹ ہو جایا کرتے تھے اور تم نے زبردستی مسلمانوں کی اذانیں بند کروا دی تھیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ آج ہمارا دل ٹھنڈا ہوا ہے کہ مسلمانوں نے بھی مسلمانوں کی اذانیں بند کروائی ہیں۔ آج ہم پر وہ

الزام ختم ہو گیا اور آج ہماری کلیۃً بریت ہو گئی ہے۔

زندگی میں یہ دور تو آتے جاتے ہیں۔ جب بھی جہالت بڑھتی ہے تو اس قسم کی حرکتیں ہوتی رہتی ہیں، اس لئے بحث یہ نہیں کہ سکھ بہت برا کرتے تھے بحث یہ ہے کہ اس مصیبت سے جس قوم نے مسلمانوں کو نجات دلائی ہو اس کا اگر شکریہ ادا نہ کیا جائے تو یہ کون سی انسانیت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک الزام ہے کہ آپؑ اپنے آپ کو خود کاشتہ پودا کہتے ہیں اور پھر یہ بھی الزام ہے کہ آپ کو انگریز نے جہاد موقوف کرنے کے لئے کھڑا کیا۔ ان سب باتوں کا میں الگ الگ جواب دوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ سے ایک بات تو بڑی واضح طور پر ملتی ہے کہ آپ کسی خوشامد کی غرض سے یہ تعریفیں نہیں کرتے تھے بلکہ اسلامی فرض کے طور پر اعتراف حقیقت تھا اس سے بڑھ کر اس کی کوئی اور شکل وصورت نہیں نکلتی۔ آپ فرماتے ہیں:

”پس سنو اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلواریں چلاتی ہے۔ قرآن شریف کی رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔“ (کشتی نوح حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ: ۷۵)

پھر فرماتے ہیں:

”میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔“

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۰)

یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موقف تھا لیکن وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ آپ نے انگریزوں کی تعریف کی ہے اس لئے انگریز کا ایجنٹ ہونا ثابت ہو گیا۔ اب ان کے کلمات سنئے۔ ان میں سے سب سے زیادہ اہم شخصیت جسے حکومتی رسالہ میں اچھالا گیا وہ علامہ سر محمد اقبال کی شخصیت ہے۔ آپ اس زمانہ میں

انگریزوں کے متعلق کیا کہا کرتے تھے اور کیا لکھا کرتے تھے، ان کے جذبات اور خیالات کیا تھے وہ ملاحظہ ہوں۔ ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر آپ نے ایک مرثیہ لکھا اس میں فرماتے ہیں:

؎ میّت اٹھی ہے شاہ کی، تعظیم کے لئے
اقبال اُڑ کے خاک سرِ رہ گزار ہو
صورت وہی ہے نام میں رکھا ہوا ہے کیا
دیتے ہیں نام ماہ محرم کا ہم تجھے

یعنی جس مہینے میں ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئیں اقبال کہتے ہیں کہ اس مہینہ کا نام جو مرضی رکھ لو حقیقت میں یہ محرم کے واقعہ سے مختلف نہیں ہے، محرم میں جو دردناک واقعہ گزرا تھا یہ واقعہ اس کی ایک نئی صورت ہے۔

چنانچہ مزید فرماتے ہیں:

؎ کہتے ہیں آج عید ہوئی ہے ہوا کرے
اس عید سے تو موت ہی آئے خدا کرے

یہ ہیں مجاہد ملت علامہ سر محمد اقبال جو احمدیت کی مخالفت میں سرفہرست شمار کئے جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام لگانے میں آگے آگے ہیں کہ چونکہ آپؑ انگریز کی تعریف کرتے تھے اس لئے آپ انگریز کا پودا ہیں۔

پھر لکھتے ہیں:

ع اے ہند تیرے سر سے اُٹھا سایۂ خدا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ نے انگریزوں کو سایہ خدا کہا ہے جب کہ خود علامہ اقبال نے اس مرثیہ میں سایہ خدا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

؎ اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایۂ خدا
اِک غمگسار تیرے مکینوں کی تھی، گئی
ہلتا ہے جس سے عرش یہ رونا اسی کا ہے
زینت تھی جس سے تجھ کو جنازہ اسی کا ہے

(باقیات اقبال۔مرتبہ سید عبدالواحد معینی ایم۔اے۔آکسن۔شائع کردہ آئینہ ادب۔انارکلی لاہور بار دوم صفحہ۷۳،۷۶،۸۱،۹۰)

اہل حدیث اور دیو بندی فرقہ جو اس وقت جماعت احمدیہ کی مخالفت میں سرفہرست ہے اور آج کل حکومت کے دراصل یہی دست و بازو ہیں ان کے چوٹی کے عالم اور بزرگ شمس العلماء مولانا نذیر احمد دہلوی فرماتے ہیں:

''سارے ہندوستان کی عافیت اسی میں ہے کہ کوئی اجنبی حاکم اس پر مسلط رہے جو نہ ہندو ہو نہ مسلمان ہو کوئی سلاطین یورپ میں سے ہو (انگریز ہی نہیں جو بھی مرضی ہو یورپ کا ہو سہی) مگر خدا کی بے انتہا مہربانی اس کی مقتضی ہوئی کہ انگریز بادشاہ آئے''

(مجموعہ لیکچرز مولانا نذیر احمد دہلوی صفحہ نمبر۴۔۵ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

پھر فرماتے ہیں:

''کیا گورنمنٹ جابر اور سخت گیر ہے توبہ توبہ ماں باپ سے بڑھ کر شفیق'' (ایضاً صفحہ:۱۹)

پھر فرماتے ہیں:

''میں اپنی معلومات کے مطابق اس وقت کے ہندوستان کے والیان ملک پر نظر ڈالتا تھا اور برما اور نیپال اور افغانستان بلکہ فارس اور مصر اور عرب تک خیال دوڑاتا تھا اس سرے سے اس سرے تک ایک متنفس سمجھ میں نہیں آتا تھا جس کو میں ہندوستان کا بادشاہ بناؤں (یعنی اگر میں نے خیالات میں بادشاہ بنانا ہوتا تو کس کو بناتا) امیدواران سلطنت میں سے اور کوئی گروہ اس وقت موجود نہ تھا کہ میں اس کے استحقاق پر نظر کرتا پس میرا اس وقت فیصلہ یہ تھا کہ انگریز ہی سلطنت ہندوستان کے اہل ہیں سلطنت انہی کا حق ہے انہی پر بحال رہنی چاہئے''۔ (ایضاً صفحہ ۲۶)

ایڈیٹر رسالہ ''چٹان'' شورش کاشمیری صاحب لکھتے ہیں:

''جن لوگوں نے حوادث کے اس زمانہ میں نسخ جہاد کی تاویلوں کے

علاوہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ
کا مصداق انگریزوں کو ٹھہرایا ان میں مشہور انشاء پرداز ڈپٹی نذیر احمد کا نام بھی
ہے‘‘۔ (کتاب’’عطاء اللہ شاہ بخاری‘‘صفحہ ۱۳۵)

اب سنئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے انگریزی سلطنت کے متعلق خیالات۔ وہ لکھتے ہیں:

’’سلطان روم ایک اسلامی بادشاہ ہے لیکن امن عامہ اور حسن انتظام کے لحاظ سے (مذہب سے قطع نظر) برٹش گورنمنٹ بھی ہم مسلمانوں کے لئے کچھ کم فخر کا موجب نہیں ہے اور خاص گروہ اہل حدیث کے لئے تو یہ سلطنت بلحاظ امن و آزادی اس وقت کی تمام اسلامی سلطنتوں (روم، ایران، خراسان) سے بڑھ کر فخر کا محل ہے‘‘ (رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۹۳-۲۹۲)

یہ تھی کل تک ان لوگوں کی زبان!

پھر فرماتے ہیں:

’’اس امن و آزادی عام وحسن انتظام برٹش گورنمنٹ کی نظر سے اہل حدیث ہند اس سلطنت کو از بس غنیمت سمجھتے ہیں اور اس سلطنت کی رعایا ہونے کو اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں۔‘‘

(رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ: ۲۹۳-۲۹۲)

یہ لوگ آج کہہ رہے ہیں کہ احمدیوں کو چونکہ اسلامی سلطنتیں پسند نہیں اس لئے یہ انگریزی راج میں پنپے، وہیں بڑھے اور چاہتے تھے کہ وہی حکومت ہمیشہ کے لئے رہے لیکن خود ان کے آباء واجداد تو کل تک یہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں‘‘

اب دیکھ لیجئے ان تحریروں میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے جیسا کہ حکومت کی تعریف سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وجہ بیان فرمائی ہے کہ سکھوں کے مظالم سے نجات بخشی، مذہبی آزادی دی اس لئے ہم تعریف کرتے ہیں مگر ان لوگوں کو تو ایسی وجوہات کے بغیر ہی انگریزی حکومت اسلامی سلطنتوں سے کل تک بہتر نظر آرہی تھی اور اہل حدیث جہاں کہیں وہ رہیں اور جائیں (عرب میں خواہ روم میں خواہ اور کہیں) کسی اور ریاست کی محکوم رعایا ہونا نہیں چاہیے سوائے انگریز کے۔

جہاں تک شیعوں کا تعلّق ہے وہ بھی ایسی ہی تحریریں پیش کرتے رہے۔علامہ علی حائری کا ایک اقتباس ہے جو موعظہ تحریف قرآن ، لاہور اپریل ۱۹۲۳ء مرتبہ محمد رضی الرضوی القمی پر درج ہے اس میں بھی اسی مضمون کی باتیں بیان کی گئی ہیں۔

مولانا ظفر علی خان جو ایک وقت میں احرار کے ساتھ منسلک تھے اور بعد میں ان کو ملک و وطن اور اسلام کا غدار قرار دیا وہ ایک لمبے تجربہ کے بعد لکھتے ہیں:

> ’’مسلمان ۔۔۔۔۔ایک لمحہ کے لئے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے (یعنی انگریزوں سے۔ ناقل) ۔۔۔۔۔۔اگر کوئی بد بخت مسلمان ، گورنمنٹ سے سرکشی کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ، مسلمان نہیں‘‘ (اخبار زمیندار لاہور ۱۱رنومبر ۱۹۱۱ء)

یہ ہے فتویٰ کہ حکومتِ برطانیہ کی سرکشی کرنے والا مسلمان ، مسلمان ہی نہیں رہتا۔

پھر فرماتے ہیں:

> ’’اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرے کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کے لئے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے‘‘ (اخبار ’’زمیندار‘‘ لاہور ۲۳رنومبر ۱۹۱۱ء)

یہ حالت تھی جسے بدلنے کے لئے انگریزوں نے یہ خود کاشتہ پودا کھڑا کیا تھا؟ پھر نظم کی صورت میں فرماتے ہیں:

> ؎ جھکا فرط عقیدت سے میرا سر
> ہوا جب تذکرہ کنگ ایمپرر کا
> جلالت کو ہے کیا کیا ناز اس پر
> کہ شاہنشاہ ہے وہ بحر و برّ کا
> زہے قسمت جو ہو اِک گوشہ حاصل
> ہمیں اس کی نگاہِ فیض اثر کا

(اخبار زمیندار ۱۹را کتوبر ۱۹۱۱ء)

پس یہ تو ہے ان لوگوں کا اپنا کردار اور ان کا ماضی جو آج احمدیت پر بڑھ بڑھ کر الزام لگا رہے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف یہی ضرورت نہیں تھی کہ حسن خلق کے نتیجہ میں ایک محسن حکومت کا شکریہ ادا کریں بلکہ بعض ایسی وجوہات بھی تھیں جو خود مخالفین کی پیدا کردہ تھیں۔ ایک طرف تو یہ علماء مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھڑکاتے تھے کہ آپ انگریز کی تعریف کرتے ہیں اور جہاد کے منکر ہیں جبکہ یہ حکومت اس لائق ہے کہ اس سے جہاد کیا جائے اور اسے ختم کیا جائے، تباہ و برباد کر دیا جائے۔ دوسری طرف انگریزوں کی تعریف میں وہ کلمات لکھ رہے تھے جو میں نے پڑھ کر سنائے ہیں اور تیسری طرف انگریزوں کو خفیہ بھی اور شائع شدہ درخواستیں بھی پیش کر رہے تھے کہ یہ نہایت ہی خطرناک آدمی ہے اس کی باتوں میں نہ آجانا، یہ امام مہدی ہونے کا دعویدار ہے اور خونی مہدی ہے جو ساری انگریزی سلطنت کو تباہ کرنے کے لئے اٹھا ہے۔ اس قدر منافقت، ظلم اور جھوٹ کہ ایک طرف مسلمانوں میں یہ اعلان ہو رہا ہے کہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور دوسری طرف انگریز کو یہ خبریں پہنچائی جا رہی ہیں کہ یہ تو تمہاری قوم کا دشمن ہے اور تمہیں تباہ و برباد کرنے کے لیے اٹھا ہے اس لئے اس کو ہلاک کر دو۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رسالہ اشاعۃ السنّہ جلد ۶ حاشیہ صفحہ ۴ پر رقم طراز ہیں:

> ”اس کے (یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ ناقل) دھوکہ باز ہونے پر یہ دلیل ہے کہ دل سے وہ گورنمنٹ غیر مذہب کی جان مارنے اور اس کا مال لوٹنے کو حلال اور مباح جانتا ہے“
>
> دلیل بھی کیسی کمال کی ہے کہ ”دل سے جانتا ہے“
>
> ” لہذا گورنمنٹ کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پرحذر رہنا ضروری ہے ورنہ اس مہدی قادیانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے بھی نہیں پہنچا“۔

یہ تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دلی تصویر جو ان کے دلوں پر روشن ہو رہی تھی۔

منشی محمد عبداللہ صاحب انگریزوں کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

خلاف متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایسے ہی دیگر آیات قرآنیہ اپنے چیلوں کو سنا سنا کر گورنمنٹ سے جنگ کرنے کے لئے مستعد کرنا چاہتا ہے''۔

(شہادت قرآنی صفحہ ۲۰ مطبوعہ ۱۹۰۵ء اسلامیہ سٹیم پریس لاہور)

مخالفین کے ان تاثرات کو بڑی سنجیدگی سے لیا گیا چنانچہ اس زمانہ کا واحد انگریزی اخبار جو نہایت مؤقر سمجھا جاتا تھا اور بڑی دیر تک چلتا رہا یعنی ''سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور'' اس میں ایک اداریہ شائع ہوا جس میں انگریز قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھڑکایا گیا اور حکومت کو متنبّہ کیا گیا کہ یہ نہایت خطرناک آدمی ہے اس کی باتوں میں نہ آئیں اس کی صلح پسندی صرف ظاہری ہے ورنہ یہ انگریزی حکومت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے آپ کو خود کاشتہ پودا تسلیم کرنے کا تعلق ہے اس الزام میں بھی ایسے دجل سے کام لیا گیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ انہیں کوئی خدا کا خوف نہیں ہے اور وہ تاثر یہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات اور جماعت احمدیہ کے متعلق انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونا تسلیم کرلیا ہے نعوذ باللہ من ذٰلک کہ میں انگریز کا لگایا ہوا پودا ہوں اور یہ سلسلہ انگریز کا ہی سلسلہ ہے حالانکہ اس تحریر کا یعنی جس میں خود کاشتہ کا ذکر ہے، جو موقع پیدا ہوا وہ ان تحریروں سے واضح ہے جو میں نے آپ کو پڑھ کر سنائیں۔ لیفٹیننٹ گورنر سر ولیم میکورتھ ینگ جو شدید متعصّب عیسائی تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عیسائیت کے ساتھ جو شدید جنگ جاری تھی اس کو وہ بڑی بری نظر سے دیکھ رہا تھا اسی گورنر کو مخالفین نے شکایتیں پہنچائیں اور کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی، انگریزی حکومت اور عیسائیت کا بڑا شدید دشمن ہے اسے ہلاک کر دو چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کے

ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہوکر وہ تمام جانفشانیاں ۔۔۔۔۔ضائع اور برباد نہ جائیں‘‘

(کتاب البریہ۔روحانی خزائن جلد ۱۳صفحہ:۳۴۹)

جانفشانیوں کی جو لمبی تحریر ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے خاندان نے سکھوں کے خلاف اور بعض دوسری لڑائیوں میں بھی تمہارا (انگریزوں کا) ساتھ دیا ہے اور اپنے خرچ پر تمہیں فوجی دستے مہیا کئے۔ان ساری باتوں کو بھلا کر تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ تمہارے کسی دشمن خاندان کی کارروائیاں ہیں جو تمہیں تباہ کردیں گی۔ **ان تمام تحریرات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت احمدیہ کا کوئی ذکر نہیں فرمایا بلکہ نام بھی نہیں لیا** اور دوسری طرف واقعہ یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جب یہ باتیں انگریزوں تک پہنچائی گئیں تو آپ کا خاندان جو نہ صرف غیر احمدی بلکہ مخالف تھا اس کو اور شکووں کے علاوہ ایک یہ شکوہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیدا ہوا کہ آپ ہمیں مذہبی لحاظ سے بھی دنیا میں ذلیل کروا رہے ہیں کیونکہ آپ نے ایک ایسا دعویٰ کر دیا ہے جسے ہم تسلیم نہیں کر سکتے مزید برآں اس حکومت کی نگاہ میں بھی ہمیں ذلیل وخوار کروا رہے ہیں اور اس کی دشمنی مول لے رہے ہیں اس پس منظر میں اس خاندان کی خاطر آپ نے ایسا لکھا اور حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے ان چٹھیات کا ذکر کیا جو اس خاندان کے بزرگوں کو ان کی وفاداری اور جاں نثاری سے متعلق حکومت نے لکھی تھیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے (جماعت احمدیہ کا کوئی ذکر نہیں صرف خاندان کا ذکر ہے) اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے‘‘۔ (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳صفحہ:۳۵۰)

درحقیقت احمدیت کا وجود ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوتا ہے اور

آپ جن کی بریت فرما رہے ہیں وہ اس خاندان کے لوگ ہیں جو نہ صرف یہ کہ احمدیت سے پہلے کا ہے بلکہ وہ سب خدمات بھی احمدیت کے آغاز سے بہت پہلے کی ہیں اور ان کا احمدیت سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا چنانچہ خود حکومت پاکستانی اسی مزعومہ وائٹ پیپر (White Paper) میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک دلیل یہ بھی پیش کرتی ہے کہ آپ کے قریبی رشتے دار آپ کے شدید دشمن تھے۔ پس وہ خاندان جس کو خود کاشتہ پودا کہا گیا ہے وہ آجکل کی اصطلاح میں اہل سنّت (سُنّی) تھے ورنہ اصل اہل سنت تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم ہی ہیں۔ پس اس سے نتیجہ تو یہ نکلنا چاہئے تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سُنّی خاندان جس سے آپ نے قطع تعلق کر لیا، جو احمدیت کی وجہ سے آپ کا مخالف ہو گیا وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا اگر وہ تھا تو ہوتا پھرے ہمیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جماعت احمدیہ کا اس خاندان سے کیا تعلق ہے؟

جہاں تک اس خاندان کے ساتھ انگریزوں کے سلوک کا تعلق ہے وہ بھی سن لیجئے۔ باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خاندان کی خدمات بتا کر اور ان سرٹیفکیٹس کے نتیجہ میں جو انگریزی حکومت کی طرف سے جاری ہوئے اسے خود کاشتہ پودا قرار دیا لیکن خود کاشتہ پودا کیسے بنا، کیا احسان تھا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ انگریز کے کسی احسان کا ذکر نہیں فرمایا۔ صرف اس خاندان کی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ احسان کیا تھا؟ سوائے اس کے کچھ نہیں تھا کہ اس سکھ حکومت سے ان کو نجات بخشی تھی جس نے اس خاندان پر متواتر حملے کر کے اسے کمزور کر دیا تھا اور بعض دفعہ شہر بدر بھی کیا چنانچہ یہ خاندان سکھوں کی وجہ سے سالہا سال تک بے وطن رہا اور پھر انگریزی حکومت کے زمانہ میں امن کی حالت میں یہ خاندان واپس آ کر قادیان میں آباد ہوا۔ پس یہ وہ احسان ہے جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو خود کاشتہ پودا قرار دے رہے ہیں لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نعوذ باللہ کوئی خدمات ایسی تھیں جن کے نتیجہ میں ان کو انعام ملنا چاہئے تھا۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بہر حال انہوں نے جو انعام دیا ہے اس کا ذکر بھی سن لیجئے۔

''پنجاب چیفس'' یعنی پنجاب کے چیفس کے متعلق انگریزی حکومت کی طرف سے شائع کردہ مشہور کتاب ہے جو تاریخی سند ہے اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس

خاندان سے انگریزوں کے سلوک سے متعلق درج ہے:

’’پنجاب کے الحاق کے وقت اس خاندان کی تمام جاگیریں ضبط کر لی گئیں کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا سوائے (چند گاؤں کے) دو تین گاؤں پر مالکانہ حقوق تھے اور مرزا غلام مرتضٰی اور ان کے بھائیوں کے لئے سات سو روپے کی ایک پینشن مقرر کر دی گئی۔‘‘

(چیفس اینڈ فیمیلیز آف نوٹ ان دی پنجاب۔ لاہور جلد ۲ صفحہ ۸۵)

(اس میں درج نہیں لیکن وہ بھی بعد ازاں رفتہ رفتہ کم کر کے ختم کر دی گئی)

یہ تھا انگریز کا خود کاشتہ پودا اور اس کے ساتھ انگریزوں کے تعلقات۔ سوائے اس مجبوری کے کہ سکھوں کی لڑائی کے دوران انہیں لازماً سکھوں کو کمزور کرنا تھا اور جو خاندان اپنے اپنے وطنوں سے نکلے ہوئے تھے ان کو واپس آباد کرنا تھا اس کے سوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس خاندان پر انگریز کا کوئی احسان نہیں۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ انہوں نے ستر گاؤں کی جائیداد چھین لی جس کے لئے اس خاندان کے بزرگ مقدمے لڑتے رہے اور جو کچھ رہا سہا تھا وہ بھی ضائع کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد صاحب کو مسلسل توجہ دلاتے رہے کہ آپ اس بات کو چھوڑ دیں اور خدا سے دل لگائیں اور اس حکومت سے کوئی توقع نہ رکھیں اور متنبہ کیا کہ آپ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ بھی آپ ضائع کر دیں گے اس لئے مقدمات چھوڑ دیں لیکن آپ کے والد صاحب کو جائیداد ہاتھ سے نکل جانے کا ایسا غم تھا کہ انہوں نے آپ کی بات نہیں مانی اور نتیجہ یہ نکلا کہ بقیہ ساری جائیداد یا جو آمد پہلے سے اکٹھی کی ہوئی تھی وہ بھی انہوں نے ان مقدمات میں ہار دی لیکن انگریز نے ایک گاؤں بھی دوبارہ واگزار نہیں کیا۔

اس کے برعکس وہ علماء جو احمدیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے انہوں نے جو تعریفیں (جن کا میں نے ذکر کیا ہے) کیں وہ بلاوجہ نہیں تھیں بلکہ ان تعریفوں کے نتیجہ میں انہیں جاگیریں ملی ہیں چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی کو انگریز کی خوشامد کے نتیجہ میں چار مربع زمین الاٹ ہوئی جبکہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک انچ بھی زمین نہ ملی اور نہ ہی جماعت پر انگریزوں نے کسی رنگ میں کوئی احسان کیا۔ ساری دنیا میں کوئی انسان ایک کوڑی بھی ثابت نہیں

کرسکتا کہ جماعت احمدیہ پر انگریز نے خرچ کی ہو یا خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خرچ کی ہو یا انہیں کوئی خطاب ہی دیا ہو جب کہ علامہ اقبال ''سر'' بن گئے اور ان کے علماء بڑے بڑے خطابات سے نوازے گئے اور جائیدادیں حاصل کرتے رہے، مرادیں پاتے رہے، انگریزوں سے تنخواہیں لیتے رہے۔ یہ سارے تو گویا انگریز کے دشمن اور مجاہد اوّل تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت جو خدا کی خاطر انتہائی قربانیاں کرتے ہوئے صرف اپنے Resources اور اپنے اموال پر انحصار کر رہی ہے اور کبھی کسی حکومت سے ایک آنہ بھی اس نے حاصل نہیں کیا یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ٹھہرے؟

حقیقتِ حال تو کبھی چھپی نہیں رہتی اللہ تعالیٰ نے خود مخالفین ہی کی زبانوں سے ان کے اپنے فرقوں سے متعلق یہ الفاظ استعمال کروا دیئے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں تو جماعت کے متعلق کوئی ذکر ہی نہیں ہے لیکن ان لوگوں نے ایک دوسرے کے فرقوں سے متعلق یہی محاورہ استعمال کرنا شروع کیا چنانچہ خدا کی طرف سے عجیب انتقام ہے کہ 'چٹان' (لاہور) اپنی اشاعت ۱۵/اکتوبر ۱۹۶۲ء میں بریلویوں کے متعلق لکھتا ہے:

> ''انگریزوں کے اولی الامر ہونے کا اعلان کیا اور فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا کچھ دنوں بعد ایک مذہبی تحریک بن گیا''

اب بتائیے! کچھ شک وشبہ ہے کہ یہ ذاتی بات ہو رہی ہے یا ایک جماعت کی بات ہو رہی ہے؟ اس کا جواب سنئے جو ایڈیٹر صاحب ''طوفان'' نے لکھا:۔

> ''انگریزوں نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ تحریک نجدیت کا پودا (یعنی اہل حدیث جسے وھابی تحریک یا تحریکِ نجدیت بھی کہتے ہیں) ہندوستان میں بھی کاشت کیا اور پھر اسے اپنے ہاتھ سے ہی پروان چڑھایا''۔
>
> (پندرہ روزہ طوفان ملتان ۷/نومبر ۱۹۶۲ء)

پس یہ تو اور خود کاشتہ پودے نمودار ہو گئے جہاں تک الزام تراشی کا تعلق ہے یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے جس طرح ہمارے خلاف جب الزام تراشی کرتے ہیں تو ہم اس کو دلیل نہیں سمجھتے اسی طرح

ان کا ایک دوسرے کو ’’خود کاشتہ‘‘ کہنا یہ بھی ہمارے نزدیک بے معنی ہے اور ہم اسے کچھ بھی ثابت شدہ نہیں سمجھتے لیکن تاریخی واقعات کی اپنی ایک زبان ہوتی ہے اگر وہ کچھ بولے تو وہ یقیناً سننا پڑے گا دیوبندی فرقہ کے ندوۃ العلماء کے متعلق تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ انگریزوں نے اسے قائم کیا تھا وہی ان کو مشاہرے دیتے رہے جن پر یہ مولوی پلے ہیں جو آج انگریز کے دشمن بلکہ مجاہد اوّل کہلا رہے ہیں۔ ’’ندوۃ العلماء‘‘ کی بنیاد بھی ایک انگریز ہی نے رکھی۔ چنانچہ ’’الندوۃ‘‘ ان کا اپنا رسالہ ہے کسی غیر ندوی کا نہیں۔ اس میں درج ہے:

> ’’ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے منظور فرمایا تھا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھیں گے۔ یہ تقریب ۲۸ر نومبر ۱۹۰۸ء کو عمل میں آئی۔‘‘ (الندوۃ، دسمبر ۱۹۰۸ء نمبر ۱۱ جلد ۵ صفحہ ۲)
>
> (صفحہ ۴ پر عربی ایڈریس ہے جس میں سر جان برسکاٹ کے سی ایس آئی ای کا ندوہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست کو قبول کرنے پر شکریہ ادا کیا گیا ہے۔) (ایضاً)

یہ ذکر کرنے کے بعد اب اگلا حصہ قابل غور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں یہ چبھن پیدا ہوئی کہ مسلمان لوگ پڑھیں گے تو کیا کہیں گے کہ جس ندوہ کی بنیاد انگریز گورنر نے رکھی ہے وہ آگے جا کر کیا بنے گا اور اس کے کیا مقاصد ہیں؟ چنانچہ وہ ایک نہایت ہی خطرناک بات کہہ گئے اور وہ اس سے بالکل نہیں شرمائے وہ بات تو تمام مسلمانوں کے دل پر خطرناک چرکہ ہے۔ ایک انگریز سے سنگ بنیاد رکھوانے کی تائید میں اور اس کی توجیہ پیش کرتے ہوئے کہ کیوں ایسا ہوا فرماتے ہیں:

> ’’یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک مذہبی درسگاہ کا سنگ بنیاد ایک غیر مذہب کے ہاتھ سے رکھا جا رہا تھا (مسجد نبوی کا منبر بھی ایک نصرانی نے بنایا تھا)‘‘ (الندوۃ لکھنؤ دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۱،۲)

چونکہ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ان کے نزدیک مسجد نبوی کے منبر بھی نصرانی بناتے رہے اس لئے اگر ’’ندوۃ‘‘ کی بھی تعمیر نصرانی نے کردی تو کیا فرق پڑتا ہے مگر ساتھ ہی پھر یہ بھی ماننا پڑا کہ:

اصل عربی عبارت یوں ہے:

”و نحن علی یقین من ان المسلمین کما یسلم اذ عانھم لحکومتھم یزید ون من ھولاء العلماء الناشئین طاعة و انقیادا للحکومة ـ و الان نقدم الی جنابکم از کی التشکرات حیث تفضلتم علینا بقطیعة من الارض لنرفع علیھا قواعد مدرستنا“

بہر حال یہ مشہور مذہبی درسگاہ ایک انگریز کی مرہون منت ہے

(الندوۃ، دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۷ جلد ۵ نمبر ۱۱)

دیکھ لیجئے خود کاشتہ پودا کس طرح بولتا ہے کہ میں ہوں خود کاشتہ پودا۔

”ندوۃ العلماء“ مسلمانوں کی چوٹی کی مذہبی درسگاہ ہے اور وہیں سے وہ سارے مولوی آرہے ہیں جو احمدیوں کی مخالفت کے لئے دساور بھیجے جاتے ہیں اس کا اصل مرکز وہی ہے۔ اس وقت پاکستان میں جس اسلام کی چھاپ لگائی جارہی ہے اس میں دراصل اسی نجدی فرقہ کو اوپر لایا جارہا ہے اور یہی وہ گروہ ہے جو ندوہ سے بھی تعلق رکھتا ہے اور اہل حدیث بھی کہلاتا ہے یعنی دو الگ الگ فرقے ہیں لیکن بنیادی طور پر عملاً ایک ہیں۔ ”الندوۃ“ جولائی ۱۹۰۸ء جلد ۵ صفحہ ۱ میں یہ بات کھل کر کہی گئی ہے کہ اس کے مقاصد کیا ہیں۔ فرماتے ہیں:

”ندوۃ اگرچہ پالیٹکس سے بالکل الگ ہے لیکن چونکہ اس کا اصلی مقصد روشن خیال علماء کا پیدا کرنا ہے اور اس قسم کے علماء کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ کی برکات حکومت سے واقف ہوں اور ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات پھیلائیں“

یہ ہے جسے انگریزی میں کہتے ہیں ”Cat is out of the bag“ کہ بلی تھیلے سے باہر آگئی۔ تو یہ ان کی حالت ہے۔ کیسے جھوٹ اور مکر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ پر حملے کرتے ہیں مگر اپنا اندرونہ چھپاتے ہیں جسے انہوں نے خود تسلیم کیا ہے اور بتایا ہے کہ مقاصد کیا ہیں؟ کس نے بنیاد رکھی؟ یہ سارے ثبوت تاریخی طور پر موجود ہیں کسی احمدی کا اس میں کوئی دخل نہیں اور نہ ہی کوئی رائے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جسے تحریک نجدیت کہا جاتا ہے اسے مسلسل انگریز کی حمایت حاصل رہی ہے اور ان کے وہ معاہدے تاریخ

کی کتب میں چھپے ہوئے موجود ہیں جن کی اصل تحریرات یہاں لندن کی لائبریریوں میں موجود ہیں اور ان میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ انگریزوں نے باقاعدہ معاہدہ کر کے اہل حدیث کی تحریک یعنی وھابی تحریک اور موجودہ سعودی حکومت کے بانی کا آپس میں ایک تعلق قائم کروایا اور جہاد کی ایک موومنٹ چلوائی۔ انگریز کے خلاف نہیں، وہ تو ان کا سربراہ تھا اور انہیں پانچ ہزار پاؤنڈ کی سالانہ مدد بھی دے رہا تھا۔ تو وہ جہاد کی موومنٹ کس کے خلاف چلائی تھی وہ ترکی کی مسلمان حکومت کے خلاف تھی۔ اس طرح یہ تحریک نجدیت انگریز کی حمایت میں وہاں بھی نافذ کی گئی اور پھر ہندوستان میں بھی اس کا پودا لگایا گیا اور یہی تحریک ہے جو آج سارے پاکستان پر قابض ہونے کے خواب دیکھ رہی ہے۔ یہی تحریک ہے جو کبھی بریلویوں کو بھی انگریز کا خود کاشتہ پودا کہہ دیتی ہے، کبھی احمدیوں کو کہہ دیتی ہے، کبھی شیعوں کے پیچھے پڑ جاتی ہے اور اِس وقت مغربی طاقتوں ہی کی ایک سازش کے تابع پاکستانی فوج کے ذریعہ اسے پاکستان میں ہمیشہ کے لئے مسلّط کیا جا رہا ہے اور عام سادہ لوح مسلمان سمجھ نہیں رہے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہی ساری کڑیاں ہیں جو ملتی چلی جا رہی ہیں جو کل انگریز کا پودا تھے وہ آج بھی انگریز کا پودا ہیں اور جن کا انگریز سے کل کوئی تعلق نہیں تھا آج بھی ان کا کوئی تعلّق نہیں۔

پس پاکستان کے عوام کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ جماعت احمدیہ کی حیثیت کیا ہے، اس کو دیکھیں تو سہی، اگر آپ یک طرفہ جھوٹے الزامات کو تسلیم کریں گے تو پھر انہوں نے تو کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ اگر صرف تاریخی حقائق تک محدود رہیں تو تاریخی حقائق تو واضح طور پر کھلے الفاظ میں یہ بتا رہے ہیں کہ اگر آج دنیا میں کوئی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے تو وہ دیوبندی اور اہل حدیث ہیں یعنی اہل حدیث کا وہ فرقہ جو نجدی حکومت کے قیام میں ان کے ساتھ ملوث تھا جسے وھابی بھی کہتے ہیں۔ یہ فرقہ انگریز سے مدد اور تقویت پا کر ایک حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوا اور یہ تاریخی حقائق ہیں۔

میرے نزدیک اس کے باوجود مذہبی نقطۂ نگاہ سے انہیں انگریز کا پودا کہنا غیر معقول اور غیر منصفانہ حرکت ہے اس لئے ان حقائق کے باوجود میں ان کو انگریز کا پودا نہیں کہتا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ آزاد مذہبی تحریک تھی اس سے استفادہ کر کے ایک حکومت قائم کی گئی جو انگریز کے تابع تھی اور اس معاہدہ میں یہ بات شامل تھی کہ آئندہ سے تمہاری فارن پالیسی آزاد نہیں ہوگی بلکہ تم سو فیصد ہماری فارن پالیسی کے غلام رہو گے اور اندرونی طور پر تم ان باتوں میں آزاد ہو، اس کے نتیجہ میں ہم تمہیں اتنی

رائفلیں دیں گے اور اتنے ہزار پونڈ دیں گے اور یہ یہ تمہارے حقوق ہیں اور یہ یہ ہمارے حقوق ہیں۔ پس یہ لوگ جلد بازی سے جو ناواجب حرکتیں کرتے ہیں ہمیں نہیں کرنی چاہئیں بلکہ جواب میں بھی انصاف سے کام لینا چاہئے اس لئے میرے نزدیک فرقہ کے لحاظ سے خواہ یہ اپنے منہ سے تسلیم بھی کریں دوسری قومیں اس طرح فرقوں کی بنیاد نہیں ڈالا کرتیں اس کی اپنی ایک آزاد تاریخ ہے۔ مولانا محمد بن عبدالوھاب صاحب نے شرک کے خلاف جہاد شروع کیا اور پھر اس پر زور دیتے دیتے دوسری انتہا تک بھی پہنچ گئے لیکن تحریک وہابیت کو جب یہ دوسرے لوگ اس وجہ سے انگریز کا خود کاشتہ پودا کہتے ہیں کہ ان کو ایک تاریخی دور میں انگریزوں کی حمایت حاصل رہی ہے یہ درست نہیں ہے۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ آزاد ہیں مگر انگریزوں نے ان سے استفادہ ضرور کیا ہے اور آج بھی کر رہا ہے، کل بھی کر رہا تھا۔ کانگریس کے دوران ہندو بھی ان سے استفادہ کرتے رہے ہیں لہٰذا یہ لوگ ان کے آلہ ٔکار ضرور بنے ہیں اور اب بھی بن رہے ہیں۔ وہی سازش ہے وہی لوگ ہیں جو دوسروں کے آلۂ کار بن جایا کرتے ہیں لیکن یہ کہ مذہبی عقیدہ کی بنیاد انگریز نے ڈالی، یہ غلط ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ باتیں درست ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واقعۃً اپنے خاندان کو انگریز کا خود کاشتہ پودا کہا تھا احمدیت کو نہیں کہا تھا تو اس کا کیا ثبوت ہے کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خود کاشتہ پودا کا حوالہ موجود ہے تم کہتے ہو خاندان کی بات ہو رہی تھی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خاندان، جماعت احمدیہ اور آپ خود سارے اس میں شامل تھے اس لئے کوئی قطعی ثبوت ہونا چاہئے کہ جماعت احمدیہ کس کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا اعتراف کرتے ہیں وہ تحریریں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:

”دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے

اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے ــــــــ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اَور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اَور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا ــــــ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذّبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو''۔

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ: ۴۹-۵۰)

(چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے اس مضمون کا دوسرا حصہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے خطبہ میں بیان کروں گا۔ بہت سے حوالے میں نے چھوڑ دیئے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ مضامین ایسے ہیں جن کے بیان کرنے سے خطبات لازماً لمبے ہو جائیں گے اس لئے ضروری نہیں کہ ہر مضمون جس کو مَیں لوں وہ ایک ہی خطبہ میں ختم بھی ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض خطبوں میں دو تین نکات جو چھوٹے ہوں اکٹھے بیان ہو جائیں۔ بہر حال میرا اندازہ ہے کہ ایک دو مہینہ کے اندر یہ سلسلہ مکمل ہو جائے گا۔)

پس جہاں تک خود کاشتہ پودے کا الزام اور انگریز کی تعریف کا تعلق ہے یہ بات تو اب کھل کر جماعت کو معلوم ہو جانی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اشارۃً بھی جماعت احمدیہ کے متعلق ''انگریز کا خود کاشتہ پودا'' کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے بلکہ جس خاندان کا ذکر کیا وہ سنّی اور اہل حدیث خاندان تھا یعنی ملے جلے لوگ تھے اور اس کے متعلق بھی مذہبی طور پر نہیں بلکہ خاندانی لحاظ سے اسے خود کاشتہ پودا کہا۔ اس کے متعلق بھی سو فیصد قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ انہیں انگریز سے ایک ذرہ بھی مالی منفعت نہیں پہنچی بلکہ انگریزی حکومت ان کی جائیدادوں کو غصب

کرنے والی ثابت ہوئی اور الزام لگانے والوں کا اپنا یہ حال ہے کہ زبانیں پوری طرح بے باک ہو چکی ہیں، خدا کا خوف نہیں رہا اور وہ ایک دوسرے کے فرقوں کو احمدیت کے علاوہ بھی خود کاشتہ پودا قرار دیتے چلے جاتے ہیں۔ یہ محاورہ ان کو ایسا پسند آیا ہے کہ چھوڑتے ہی نہیں اور بعض جگہ خود اپنے متعلق تسلیم کرتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں کہ ہاں ہماری بنیاد انگریزوں نے رکھی تھی اور یہ ایسے تاریخی حقائق ہیں جن کو آپ بدل نہیں سکتے پھر وہ اپنی زندگی اور اپنے قیام کے مقاصد بھی بیان کرتے ہیں اور انہیں تسلیم کرتے چلے جاتے ہیں۔

آج یہی ٹولہ ہے جس کے متعلق تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ انگریز نے ہمیشہ اس کو خاص مقاصد کی خاطر استعمال کیا ہے اور انہیں مالی فوائد پہنچا کر ان سے بعض تاریخی کام لئے ہیں۔ یہی فرقہ آج پاکستان پر مسلّط کیا جا رہا ہے اور باقی فرقے جو بھاری اکثریت میں ہیں انہیں ہوش نہیں آنے دی جارہی کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس قدر گند اچھالا جا رہا ہے کہ لوگ بیچارے ایک ہی طرف دیکھ رہے ہیں ان کو کوئی اور شکل وصورت نظر ہی نہیں آرہی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہر خطرہ، ہر ظلم احمدیت کی طرف سے ہو رہا ہے اور یہی ایک خطرہ رہ گیا ہے اور تو کوئی خطرہ ہی نہیں رہا چنانچہ اس جھوٹے شور شرابے کے نتیجہ میں وہ اپنی حالتوں سے غافل ہو گئے ہیں اور انہیں کچھ پتہ نہیں کہ ہمارے ساتھ کیا سازش ہو رہی ہے اور کیا ہمارے ساتھ ہونے والا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ کچھ عرصہ کے اندر اگر یہ صورت حال اسی طرح جاری رہی تو پاکستانی فوج کی طاقت سے ایک مذہبی فرقہ پاکستان پر ہمیشہ کے لئے مسلّط کر دیا جائے گا اور اسی کا نام ''اسلام'' رکھا جائے گا اور اس کے خلاف جو کچھ بھی عقائد ہیں انہیں کسی نہ کسی رنگ میں مطعون کیا جائے گا۔

شیعوں کے خلاف جو کچھ وہاں ہو چکا ہے وہ آپ کے علم میں ہے اور اخباروں میں چھپا ہوا ہے اور جو کچھ اندر ہی اندر تیاریاں ہو رہی ہیں اس کو وہی لوگ زیادہ بہتر جانتے ہیں جو کر رہے ہیں لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ بھی امن میں نہیں ہیں۔ جھوٹے خیال میں بیٹھے ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ امن میں ہیں۔

بریلویوں کے متعلق جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ آپ کے علم میں ہے کیونکہ اخبارات میں شائع ہوتا

رہا ہے اور صدر مملکت اپنے ایک بیان میں یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ یہاں مشرکین کی بھی کوئی گنجائش نہیں۔ بریلویوں اور دیو بندیوں یا نجدیوں اور بریلویوں کی اصل لڑائی اسی بات پر ہے۔ بریلوی کہتے ہیں ہمیں مشرک کہا جاتا ہے حالانکہ ہم مشرک نہیں ہیں اور وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تم مشرک ہو۔ چنانچہ یہ ایک معنی خیز کلمہ ہے۔ یہ تو نہیں کہ صدر کی زبان سے یونہی نکل گیا ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق آئندہ کی پالیسی کا اظہار کیا گیا ہے۔ احمدیوں کو معین کرنے کے بعد کہ احمدیوں کی بھی یہاں کوئی جگہ نہیں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مشرکین کی بھی یہاں کوئی جگہ نہیں۔

پس اس تاریخی پس منظر سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نجدی حکومت کے قیام میں بھی یہی بحث جاری ہوئی تھی اور ترکی حکومت کے خلاف بھی انگریزوں نے مسلمانوں کو اسی بنا پر لڑایا تھا کہ یہ مشرک لوگ ہیں اور مشرک حکومت کی مدد کرنے والا ٹولہ ہے جو اس وقت تم پر نافذ ہو چکا ہے، اس لئے شرک کے خلاف جہاد کا جو اعلان تھا اسے انگریز نے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر لیا اور مسلمانوں کی ایک عظیم مملکت پر اتنی بڑی ضرب لگائی گئی کہ اس کے بعد مشرق وسطیٰ میں انگلستان یا فرانس کا داخلہ ایک طبعی نتیجہ تھا۔ سلطنت ترکیہ جسے سلطنتِ عثمانیہ کہتے ہیں یہ اگر نہ ٹوٹتی تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ مشرق وسطیٰ میں انگریز یا مغربی طاقتوں کا دخل ہو جاتا۔ تو اسی قسم کی ایک ہولناک سازش عالم اسلام میں آج دنیا کی بڑی طاقتوں کی طرف سے کی جارہی ہے وہی مغربی طاقتیں ہیں جو صرف آپس میں بعض مفادات کو ایک دوسرے کی طرف منتقل کر دیا کرتی ہیں کبھی مشرق وسطیٰ کو انگریز سنبھال لیتا ہے کبھی امریکہ سنبھال لیتا ہے اور کبھی کسی اور ملک کے ذریعہ سے یہ چالیں چلی جاتی ہیں لیکن بنیادی مفادات ان سب کے مشترکہ ہیں۔

پس وہی اہل حدیث اور دیو بندی فرقہ کے لوگ جنہیں پہلے استعمال کیا گیا تھا انہیں آج بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ لیکن ہمارا تو ایک خدا ہے جس پر ہمارا کامل انحصار ہے جس نے ہمیں کبھی نہیں چھوڑا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس نے وفا کے ہاتھ سے میری مدد کی ہے اور وہ وفا کا ہاتھ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا لیکن ان لوگوں کا کیا بنے گا جو سادگی اور لاعلمی میں احمدیت کی دشمنی میں پاگل کر دیئے گئے ہیں اور ان کو ہوش نہیں رہی کہ اصل حملہ خود ان پر ہو رہا ہے۔ ان کی حفاظت کی تو پھر کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اس لئے اس قوم کے لئے دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہوش دے اور عقل دے۔ مسلمان ممالک پر اسلام کے نام پر ایک غیر ملکی سازش کا کامیاب ہو جانا یہ ایک بہت ہی بڑا اور دناک ظلم ہوگا اور اس کے چکر سے پھر یہ مسلمان ممالک کبھی نکل نہیں سکیں گے۔ یہی واقعات ٹرکی میں ہو رہے ہیں، انڈونیشیا میں بھی رونما ہونے لگ گئے ہیں، ملائشیا میں بھی رونما ہونے لگ گئے ہیں، سوڈان میں بھی یہی واقعہ ہو گزرا ہے۔ اگر آپ ارد گرد نظر دوڑائیں تو سب جگہ اسلام کے نام کو استعمال کر کے بعض طاقتیں اپنے مفاد کی حکومتیں اوپر لا رہی ہیں۔ جہاں تک روس کا تعلق ہے وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ مشرقی طاقتیں بھی جہاں ان کا داؤ چلتا ہے بیچارے اسلام کے نام پر کوئی ایسی سیاسی حکومت نافذ کر دیتی ہیں کہ جس سے پھر قوم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتی۔

پس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ غلط کارلوگوں سے مسلمان حکومتوں کو نجات بخشے اور مسلمان قوم کو نجات بخشے اور اس سازش کو اپنے فضل سے ناکام کر دے پس امر واقعہ یہ ہے (جو اطلاعیں آرہی ہیں) کہ پاکستان کے لوگوں کی نظریں آج احمدیت پر ہیں کیونکہ اب ان کے سارے حیلے جاتے رہے ہیں اور وہ آپکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ رہے ہیں اور بہت سے باشعور غیر احمدی لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں تو صرف اب اتنی ہوش رہ گئی ہے کہ پہلے بھی جب کبھی کسی نے تمہاری مخالفت کی ہے وہ بامراد نہیں ہوا اس لئے خدا کرے کہ اب بھی ایسا ہو جائے کیونکہ ہم میں اب ان ظالموں کے چنگل سے رہائی کی کوئی طاقت نہیں ہے، تمہاری وجہ سے اگر ہم نجات پا جائیں، تمہاری وجہ سے ہم اسیران اگر رہائی پا جائیں تو یہ ایک راستہ ممکن ہے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔ پس ہم میں تو کوئی طاقت نہیں ہے ہم تو ایک نہایت ہی کمزور جماعت ہیں، نہ سیاست سے ہمارا تعلق، نہ کبھی ہم ان جھگڑوں میں ملوث ہوئے۔

حکومت وقت کے خلاف اٹھنا اور تحریک چلانا یا بغاوت کرنا یہ تو نہ ہماری سرشت میں ہے نہ ہماری تعلیم میں یہ بات داخل ہے لیکن ہمیں یہ یقین ہے اور یہ علم ہے کہ ہمارا خدا ہمیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑا کرتا، ہمارے دشمنوں کو ہمیشہ ذلیل و رسوا کیا کرتا ہے۔ جس کسی نے بھی احمدیت پر ہاتھ ڈالا ہے وہ ہاتھ ہمیشہ کاٹے گئے ہیں۔ پس دعائیں کریں اور اسی کی طرف جھکیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وسیلہ سے باقی ملک کو بھی نجات بخشے اور ہمیشہ کے لئے اس سازش کو ختم کر دے جو عالم اسلام کے خلاف کی

جارہی ہے اور ان طاقتوں کو ناکام بنادے جو اسلام کے نام پر اپنی حکومتوں کا تسلّط زیادہ گہرا اور زیادہ وسیع اور مستقل کرتے چلے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے نجات بخشے۔ آمین۔